(15)

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

رجسٹرڈ ایل ۷۷

THE HAKAM QADIAN

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۲۲ | قادیان دارالامن والامان ۔ مورخہ ۲۳ ۔ جون ۱۸۹۹ء مطابق ۱۴ ؍ صفر المظفر ۱۳۱۷ھ | جلد ۳

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

رزق ابتلا اور رزق اصطفا

انسان کی روحانی طاقتوں پر اس کے معبود کا بڑا اثر پڑتا ہے ۔ دیکھو اگر کوئی ہندو آجاوے تو دور ہی سے اس سے غفلت کی بو آتی ہے ۔ کیوں ؟ اس لئے کہ انکا خود ساختہ معبود بھی تو ایسا ہی غافل ہے کہ جب تک ایک انگریز کے کھانے کی گھنٹی کی طرح گھنٹی نہ بجے وہ بیدار ہی نہیں ہوتا ۔ یہی وجہ ہے کہ روحانی زندگی سے جو معرفت اور شفا حاصل ہوتی ہے اس سے یہ لوگ محروم رہتے ہیں ۔ ورنہ جسمانی طور پر تو بڑے متمول اور آسودہ حال ہوتے ہیں ۔

اصل بات یہ ہے کہ رزق دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ابتلا کے طور پر دوسرے اصطفا کے طور پر ۔ رزق ابتلا کے طور پر تو وہ رزق ہے جس کو اللہ سے کوئی واسطہ نہیں رہتا بلکہ یہ رزق انسان کو خدا سے دور ڈالتا جاتا ہے ۔ یہانتک کہ اسکو ہلاک کر دیتا ہے اسی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے لا تلھکم اموالکم تمہارے مال تم کو ہلاک نہ کر دیں اور رزق اصطفا کے طور پر وہ ہوتا ہے جو خدا کے لئے ہو ۔ ایسے لوگوں کا متولی خدا ہو جاتا ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے وہ اسکو خدا ہی کا سمجھتے ہیں اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھاتے ہیں ۔ صحابہ کی حالت کو دیکھو جب امتحان کا وقت آیا تو جو کچھ کسی کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیدیا ۔ حضرت ابو بکر صدیق سب سے اول کمبل پہن کر آ گئے ۔ پھر اس کمبل کی جزا بھی اللہ تعالیٰ نے کیا دی کہ سب سے اول خلیفہ وہی ہوئے ۔ غرض یہ ہے کہ اصلی خوبی ۔ خیر اور روحانی لذت سے بہرہ ور ہونے کے لئے وہی مال کام آسکتا ہے جو خدا کی راہ میں خرچ کیا جائے ۔ $\frac{1}{98}$ ۲۹

انما الدنیا لعب و لھو

دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو و لعب سے زیادہ نہیں ۔ یا تو وہ عارضی اور چند روزہ ہیں اور ایسی ہی ہیں ۔ اور ان خوشیوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان خدا سے دور جا پڑتا ہے ۔ مگر خدا کی معرفت میں جو لذت ہے وہ ایک ایسی چیز ہے کہ جو نہ آنکھوں نے دیکھی اور نہ کانوں نے سنی نہ کسی اور حس نے اس کو محسوس کیا ہے وہ ایک چیر کر نکل جانے والی چیز ہے ۔ ہر آن ایک نئی راحت اس سے پیدا ہوتی ہے جو پہلے نہیں دیکھی ہوتی خدا تعالیٰ کے ساتھ انسان کا ایک خاص تعلق ہے ۔ اہل عرفان لوگوں نے بشریت اور ربوبیت کے جوڑہ پر بہت لطیف بحثیں کی ہیں اگر بچے کا مونہہ پتھر سے لگائیں تو کیا کوئی دانشمند خیال کر سکتا ہے کہ اس پتھر میں سے دودھ نکل آئے گا اور بچہ سیر ہو جائیگا ؟ ہرگز نہیں ۔ اسی طرح پر جب تک انسان خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہیں گرتا ۔ اسکی روح ہمہ نیستی ہو کر ربوبیت سے تعلق پیدا نہیں کرتی اور نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ عدم یا مشابہ بالعدم نہو کیونکہ ربوبیت اسی کو چاہتی ہے اسوقت تک وہ روحانی دودھ سے پرورش نہیں پا سکتا ۔

لہو میں کھانے پینے کی تمام لذتیں شامل ہیں انکا انجام دیکھو کہ بجز کثافت کے اور کیا ہے ۔ زینت ۔ سواری عمدہ مکانات پر فخر کرنا ۔ یا حکومت و خاندان پر فخر کرنا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ بالآخر اس سے ایک قسم کی حقارت پیدا ہو جاتی ہے جو رنج دیتی اور طبیعت کو افسردہ اور بے چین کر دیتی ہے ۔

لعب میں عورتوں کی محبت بھی شامل ہے انسان عورت کے پاس جاتا ہے مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ محبت اور لذت کثافت سے بدل جاتی ہے ۔ لیکن اگر یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کیساتھ ایک حقیقی عشق ہونے کے بعد ہو تو پھر راحت پر راحت اور لذت پر لذت ملتی ہے یہانتک کہ معرفت حقہ کے دروازے کھلتے جاتے ہیں اور وہ ایک ابدی اور غیر فانی راحت میں داخل ہو جاتا ہے جہاں پاکیزگی اور طہارت کے سوا کچھ نہیں وہ خدا [illegible]

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعض کتب میں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ حدیث نبوی کرکے بیان کیا گیا ہے۔ احیاء العلوم میں اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن میں محدثین کو اپنے قواعد مقررہ کے رو سے کلام ہے مگر اس قول میں کوئی ایسی بات نہیں جو قال اللہ اور قال الرسول سے منافی ہو وقال اللہ تعالےٰ وفی انفسکم افلا تبصرون الجزو ۲۶ حضرت رب العالمین نے تمام عالم کو اسی غرض سے پیدا کیا ہے کہ تا وہ شناخت کیا جاوے۔ اور نفس انسانی ایک نسخہ جامع جمیع اسرار عالم ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس کو کماحقہ علم نفس حاصل ہو اسکو وہ معرفت حاصل ہوگی کہ جو جمیع عالم کی حقیقت دریافت کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پس یہ طریق نہایت قریب اور آسان ہے کہ انسان اپنے نفس کے شناخت کی کوشش کرے۔ اسی کی طرف اللہ تعالےٰ نے ایک دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا والنھار اذا جلّٰھا والیل اذا یغشٰھا والسماء وما بنٰھا والارض وما طحٰھا ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا۔ سو خدا نے شمس اور قمر اور دن اور رات اور آسمان اور زمین کی خوبیاں بیان فرما کر پھر بعد اس کے ونفس وما سوّٰھا فرمایا یہ اس بات کی طرف اشارہ کیلئے ہے کہ نفس انسانی میں وہ سب استعدادات موجود ہیں کہ جو متفرق طور پر عالم کے جمیع اجزا میں پائے جاتے ہیں۔ اگر خواہی کہ بینی تمام موضع عالم را ببیں در نفس خود بنگر۔ ہمہ وضعش تماشا کن۔ پھر بعد اس کے فرمایا ہے قد افلح من زکّٰھا یعنے وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کا کیا نجات پاگیا۔ سو نجات سے حصول معرفت تامہ مراد ہے کیونکہ تمام عذاب اور ہر ایک قسم کی عقوبات جہل اور ضلالت پر ہی مرتب ہونگی۔ من کان فی ھذہ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی الجزو ۱۵ اور تزکیہ نفس دو قسم پر ہے تزکیہ من حیث العلم اور وہ یہ ہے کہ نفس کو حضرت باری عزوجل اور دار آخرت کی نسبت علم یقینی قطعی حاصل ہو اور شکوک اور شبہات اور عقائد غلط اور فاسد سے نجات پا جائے۔

تزکیہ من حیث العمل وہ یہ ہے کہ جیسے فی الحقیقت حضرت باری عزاسمہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسی سے محبت ذاتی ہو اور جیسے فی الحقیقت حضرت باری کے وجود کے مقابل اور سب وجود ہیچ اور کالعدم ہیں ایسے ہی سالک کے لئے حاصل ہوجاتی ہے اور جب انسان کو حالت فنا حاصل ہو گی تو وہ تو تمام اسرار موت اور دقایق حکمت جو زمین اور آسمان میں مخفی ہیں اس کے نفس پر باذن اللہ تعالےٰ کھلنے شروع ہو جائیں گے اور کشفی طور پر انکی کیفیت اسپر ظاہر ہوتی جائے گی کیونکہ اسرار جمیع عالم بعینہ اسرار نفس ہیں۔ پس جب نفس بہ برکت فنا داتم اپنے حجاب سے خلاصی پائے گا تو جو کچھ خدا نے اس میں انوار مہیا رکھے ہیں اُن سب کو ظاہر کرے گا۔ سو یہ معرفت تامہ ہے جو انسان کو بقا کے درجہ پر حاصل ہوتی ہے لیکن یہ معرفت انسان کی اپنے اختیار میں نہیں تمام انسانی کوششیں فنا کے مرتبہ تک ختم ہو جاتی ہیں اور پھر آگے معرفت الٰہی ہے اور جس پر موہبت کی نسیم چلتی ہے اسی پر وہ سب انوار ظاہر کئے جاتے ہیں جو اسکی روح میں مودع ہیں۔ انسان کی روح میں ایک بڑا سلیقہ یہ ہے کہ وہ اسقدر خدا کے سہارے کی محتاج ہے کہ اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتی الوہیت اسپر ایک ایسے طور سے محیط ہو رہی ہے کہ جو نہ تقریراً نہ تحریراً نہ صراحتہً نہ کنایتہً نہ توضیحاً نہ تمثیلاً بیان میں آسکتی ہے بلکہ سالک جب بقا کا مرتبہ موہبت حضرت الٰہی سے پاتا ہے تو وہ کیفیت کہ جو بیچگون اور بیچون ہے اسپر متجلی ہوتی ہے اور باوجود تحقیق تجلی کے پھر بھی اسکو بیان نہیں کر سکتا من عرف کل لسانہ۔ آں راکہ خبر شد خبرش باز نیامد۔ غرض اسی تجلی کا نام معرفت تامہ ہے اور من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کا مقصود حقیقی یہی ہے واللہ اعلم بالصواب۔ آنمخدوم نے جو سوالات لکھنے کا طریق نکالا ہے بہت اچھا ہے مگر چاہئے تکلف درمیان نہ ہوویے خواہ نخواہ سوال نہ تراشا جائے بلکہ جب خدا کی طرف سے کوئی موقعہ پیش آوے تب سوال کیا جائے سلف صالح کا مکتوبات اکابر کے لکھنے میں یہی طریق رہا ہے اور جس کی معرفت کو خدا تعالےٰ ترقی دینا چاہتا ہے اسکی زندگی میں خود ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں اور ایسے موقعے نکلتے آتے ہیں جن سے اسکو سوال کرنے کا استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف جو جامع تمام معارف اور حقایق ہے عبث طور پر نازل نہیں ہوا بلکہ جب حاجت پیش آئی نازل ہوا ہے اور ہر ایک آیت محکمہ اپنی ایک ضروری شان نزول رکھتی ہے۔ والسلام۔ بخدمت مولوی عبدالقادر صاحب وخواجہ علی صاحب ودیگر صاحبان سلام برسد تاریخ ۴۔ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۲ ذی الحجہ ۱۳۰۰ھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۳۱۔ مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمخدوم کا عنایت نامہ پہونچا جن امور میں خلق اللہ کی بھلائی ہے ان کا دریافت کرنا مضایقہ نہیں صرف مجھے خوف تھا کہ تکلف نہ ہو کہ وہ اس راہ میں مذموم ہے اور مولوی گل حسن صاحب کا سوال خداوند کریم کی جناب میں کچھ سوء ادب کی رائحہ رکھتا ہے اس لئے اسکی طرف توجہ نہیں کی گئی بندہ وفادار کو اشد یا اشد سے کیا مطلب ہے شیخ مصلح الدین شیرازی رحمۃ اللہ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

من ایستادہ ام اینک بخدمت مشغول
مرا ازیں چہ کہ خدمت قبول یا نہ قبول

اور ؎

گر نباشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

اس راہ کا سالک وہ شخص ہوتا ہے کہ وصال اور بقا سے کچھ مطلب نہ رکھے اور اُن تمام واقعات اور مکاشفات سے کچھ سروکار نہ ہو کہ جو سالکوں پر کھلتے ہیں۔ کرامات اور خوارق عادت کا خواہاں نہ ہو اور مقامات واصلین کا جویاں نہ ہو اور باایں ہمہ سعی اور مجاہدہ میں ہمت نہ ہارے اور خدا تعالےٰ کے

بندوں میں سے فی الواقع ایک ذلیل بندہ اپنے تئیں خیال کرتا ہے - اور اپنی زندگی کا اصل مقصد اسی راہ میں جان دینا ٹھہرا دے گو کچھ راہ پاوے یا نہ پادے - راستبازوں کا یہی راستہ ہے ان کو اس سے کیا کام کہ حضرت احدیت سے اس بات کا پہلے تصفیہ کرلیویں کہ ہم کو آخر راہ ملے گا یا محض محروم رکھتا ہے - صادقوں کو ملنے نہ ملنے سے کچھ کام نہیں - اگر بالفرض ہر روز پر وہ غیب سے ہزار لعنت سنیں تو اس سے دل برداشتہ نہیں ہوتے - محبوب کی نسبت یہی محبوب ہی **کل یوم ھو فی شان** -

مسجد میں ابھی کام سفیدی کا شروع نہیں ہوا - خدا تعالےٰ چاہے گا تو انجام کو پہنچ جائے گا - آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں جنکو اس عاجز نے شناخت نہیں کیا وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازے کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں - ایسا سمجھا گیا کہ فرشتے ہیں اور سبز رنگ ان کے پاس ہے جس سے وہ بعض آیات تحریر کرتے ہیں اور خط ریحانی میں جو پیچان اور مسلسل ہوتا ہے لکھتے جاتے ہیں - تب اس عاجز نے اُن آیات کو پڑھنا شروع کیا جن میں سے ایک آیت یاد رہی **لا راد لفضله** - اور حقیقت میں خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے - جس عمارت کو وہ بنانا چاہے اسکو کون مسمار کرے اور جسکو وہ عزت دینا چاہتا ہے اسکو کون ذلیل کرے

۹ - اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۷ - ذی الحجہ ۱۳۰۰

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے درس قرآن مجید میں سے چند باتیں

(ہمارے اپنے الفاظ میں)

من لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون

۱۷ - جون ۱۸۹۹ء

مندرجہ بالا آیت میں جو سورۂ مائدہ کے چھٹے رکوع میں تین مرتبہ آئی ہے ہر دفعہ کافرون ظالمون - فاسقون تین مختلف ہی لفظ مستعمل ہوئے ہیں - ان میں ایک خاص سر ہے - ان الفاظ ثلاثہ میں سے ہر واحد گو وسیع المعنی ہے لیکن جب بالمقابل مستعمل ہوں تو کچھ شک نہیں انہیں ایک خصوصیت کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے -

سورہ مائدہ کے چھٹے رکوع میں توریت شریف کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ توراۃ کو ہم نے نازل فرمایا ہے اور اس میں ہدایت اور امتیاز کی راہیں ہیں الی آخرہ اور توراۃ شریف کے احکام بھی چونکہ تین ہی قسم پر منقسم ہیں اس لئے **من لم یحکم** ہر جگہ پر اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتا ہے کیا معنے کہ اس جگہ اُس ایک خاص حصہ تعلیم توراۃ کا ذکر ہوتا ہے جس کے خلاف حکم کرنے کی سزا کا بیان ہوا ہے - مثلاً توریت شریف کے احکام کے اقسام یہ ہیں - اول وہ احکام ہیں جو عقائد کے متعلق ہیں - دوسرے وہ احکام ہیں جو اخلاقی تعلیم اپنے اندر رکھتے ہیں تیسرے وہ احکام ہیں جو سیاسی اور انتظامی احکام کہلاتے ہیں - پس اب اس جگہ یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے -

اولاً اعتقادی امور کا تذکرہ کرکے فرمایا ہے کہ جو بما انزل اللہ کیموافق حکم نہیں کرتا وہ ظالم ہے - ثانیاً انتظامی اور سیاسی امور کا تذکرہ فرمایا - چونکہ یہ امور عدل اور حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے انکے منکر اور خلاف کرنے والے کو ظالم قرار دیا - پھر اخلاقی حصہ ہے - اخلاق کا اثر عادت اور جسم پر پڑتا ہے لہذا اس کے منکر اور خلاف کرنے والے کو خالق قرار دیا ہے -

---

جعلنا منکم شرعة ومنهاجا

شرعة ومنهاجا کی تشریح اور توضیح بیان فرماتے وقت بتلایا کہ شرعہ اس راستے کو کہتے ہیں جو پانی کے گھاٹ پر پہونچا دے اور منہاجا خشک راستے کو کہا کرتے ہیں - چونکہ ہر ایک قوم کے لیئے دو ہی راہیں ہیں ایک تو اصول دینداری کے طور پر اور دوسرے دنیوی طور پر - اول الذکر کا نام شریعت بھی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی معرفت آتی ہے اور اسکو شرعہ بھی کہتے ہیں - کیونکہ پانی میں دو خاصیتیں ہیں - ابتدائی نشو و نما پانی سے ہوتا ہے - پانی گندگیوں اور آلودگیوں کو صاف کرتا ہے - شریعت سے انسان کی اندرونی ناپاکیاں اور کدورتیں صاف ہوتی ہیں اور اس طرح پر یہ آسمانی پانی جو الہام الہی کا مصفا پانی ہوتا ہے اس کے اندرونی اور روحانی نشو و نما کا باعث ہوتا ہے - یہی وجہ ہے کہ اسکو شرع کہتے ہیں - اور قرآن کریم نے اس لئے احکام و الہام الہی کے لئے بطور ثبوت باران رحمت کی ہی مثالیں دی ہیں - منہاج خشک راستہ کو کہتے ہیں اور اس سے انسانی اجتہاد مراد ہیں -

---

ایک قابل غور خط

گذشتہ نمبر میں ہم نے اس افترا مجسم افواہ کی تردید شایع کردی ہے جو ہمارے محترم مخدوم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب سلمہ ربہ کے متعلق کسی امرتسری نے داتہ ضلع ہزارہ میں پھیلانی چاہی ہے - ہمارا خیال تھا کہ اگر ممکن ہو تو حضرت مولوی صاحب کی کوئی تحریر اس کے متعلق شایع کریں - سو الحمد للہ کہ ۱۹ - جون ۱۸۹۹ء کا ایک خط جو مولانا صاحب نے کسی معترض کے جواب میں لکھا ہے ہمکو ملگیا جسے ہم نہایت عزت کے ساتھ اپنے کالموں میں جگہ دیتے ہیں اور اس سے پیشتر کہ ہم اصل خط درج کریں چند ایک باتیں کہنا ضروری سمجھتے ہیں -

معترض نے ایک اصل اپنے ذہن میں کسی صادق کی راستبازی کی پرکھ کے لئے مقرر کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی راستباز کی راستبازی کا امتحان یہ ہے کہ اس کے تمام ہم نشین اخلاق اور عادات میں اس راستباز سے پورے متاثر ہو جاتے ہیں اور اس کے رنگ میں ہمہ تن رنگین ہو جاتے ہیں اور خود وہ راستباز مطاعن سے مبرا ہوتا ہے حضرت مولانا صاحب نے جیسا کہ ان کا عام طریق ہے اس سوال کا جواب دیتے وقت اس اصل کی حقیقت کھولی ہے اور بتلایا ہے کہ یہ بنائی فاسد ہے اس کو بطور قاعدہ کلیہ کے قرار نہیں دے سکتے - اور جیسا کہ انکے گرامی نامہ سے معلوم ہوگا بتلایا ہے کہ مومن کو ایسے اعتراض

سے بچنا چاہیے - جس کا اثر بد اسماء و صفات الہیہ پر یا انبیا کی گرامی قدر ذات پر پڑے اور ایسا ہی فلسفی کو اعتراض کرتے وقت اپنے معلم قانون قدرت کا لحاظ رکھنا چاہیے -

اس کے علاوہ ہم کو اور ہمارے اُن دوستوں کو جو حضرت مرزا صاحب سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ کہیں ہوں عموماً اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کی ضرورت ہو - تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہمارا کوئی قول و فعل کسی دوسرے کے لئے ٹھوکر کا باعث ہو - اور اس طرح پر ہم اپنے لئے یا دوسرے کے لئے ہلاکت کا سامان پیدا کریں - خدا تعالے ہم کو اور ہمارے دوستوں کو ایک پاک تبدیلی کی توفیق دے - آمین - ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا - انما یدعو حزبہ لیکونوا من اصحاب السعیر - خدا سے دور ہلاک شدہ شیطان ضرور ہی تمہارا دشمن ہے پس تم اسے دشمن ہی بنالو - وہ تو اپنی جماعت کو بلاتا ہی رہتا ہے کہ بھڑکنے والے دوزخ میں اس کے ساتھی ہوں -

ثم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - ثم اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقین - و ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ہم محسنون - پھر میں تجھے الہی تقوی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ متقی ہی بامراد ہیں - اور بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی اور محسن ہیں -

ان تینوں آیات پر آپ کامل غور فرمائیں اور بجائے اس کے کہ لغو کہانیوں پر آپ محو ہو جائیں آپ کو ضرور ہے کہ آپ انبیاء کرام اور ان سے خلفاء عظام کے سوانح جو قرآن کریم میں ہیں نصب العین رکھا کریں - اگر یہ لسانی کہانیاں کوئی اصل رکھتی ہیں تو کلام الہی کی کہانیاں سراسر صحیح اور کامل صداقت اور کامل ہدایت - نور اور رحمت اور فضل اپنے اندر دکھاتی ہیں - میں آپ کو یہ کہانیاں سناتا ہوں -

حضرت ابو البشر جامع کمالات انسانیہ حضرت خلیفۃ اللہ فی الارض آدم علیہ السلام ہیں - اُن پر اور اُنکی خلافت پر اعتراض اور طعن کرنے والے تو ملائکۃ اللہ ہیں - پھر مقام غور ہے کہ آپ کی صحبت میں قابیل بھی ہے جسکو آپ کے (صاحب خط) طور پر آدم علیہ السلام کی صحبت میں یہی فائدہ تو ہوا کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا -

پھر اول الرسل حضرت نوح علیہ السلام ہیں - اُنکی تاثیر اُن کے ایک بیٹے پر جو ہوئی وہ انہ عمل غیر صالح اور فلا تسئلن اور اعظک ان تکون من الجاہلین سے عیاں ہے - نوح علیہ السلام کے اپنے متعلق پر اللہ تعالے کا فتویٰ ہے کہ اس کے عمل اچھے نہیں وہ بدکار ہے اس کے بارے تو نے مجھ سے سوال بھی نہ کرنا میں تجھے وعظ کرتا ہوں کہ تا تو جاہل نہ رہے -

پھر حضرت صاحب الملۃ ابونا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انکی صحبت اور تاثیر کا نتیجہ دیکھو - اور وہ ان کے اب آذر کے معاملہ سے مخفی نہیں - حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں تیرے لئے اپنے مہربان رب سے استغفار طلب کروں گا - اس طلب دعا کا بھی خیال رکھو کہ آخر اس صادق نے دعا بھی کی ہوگی -

پھر اُنکی صحبت میں حضرت سارہ نے جناب ہاجرہ سے جو سلوک کیا مخفی نہیں -

پھر جناب ابراہیم علیہ السلام کی اعظم ترین اولاد یعقوب علیہ السلام ہیں - انکی تعلیم - تربیت اور تاثیر کا قوی اثر انکی اولاد پر ہونا چاہیے تھا جیسے کہ آپ فرماتے ہیں اس کا خیال ہے - سو یوسف علیہ السلام کا معاملہ صاف کرتا ہے کہ معصوم بچے کو کوئیں میں ڈالا - بپ سے جھوٹ بولا - اور فقد سرق اخ لہ من قبل کی سی شرارت دکھائی یعنے یہ کہا کہ اسکا بھائی (یوسف) بھی ضرور چور تھا -

پھر صاحب الشریعۃ حضرت موسی علیہ السلام کی صحبت میں یہود تھے - بڑے بڑے معجزات دیکھے - اثر صحبت یہ ہوا کہ جناب موسی علیہ السلام کی ادنیٰ غیوبت پر اتخذوا العجل بچھڑو کی پرستش کی اور بچھڑے کے معبود بنانے میں دلیر ہوگئے اور اسے معبود بنا ہی لیا - اور کس بے باکی سے کہا کہ جا تو اور تیرا رب لڑائی کرو ہم یہاں بیٹھے ہیں جیسے قرآن کریم میں ہے فقاتلا انا ہہنا قاعدون -

پھر حضرت سلیمان نبی اور بادشاہ اسرائیل کا بچہ کیسا بڑا بدمعاش اور نالائق تھا قرآن کریم میں اس کا قصہ موجود ہے اُسکو انسان بھی نفرمایا بلکہ جسد فرمایا کہ جسم بلا روح ہے -

اگر میں محمد بن ابی بکر یزید ابن معاویہ بلکہ طلحہ - زبیر - مغیرہ رضوان اللہ علی کل صحابہ کا ذکر کروں تو آپ شاید جامے سے باہر ہو جائیں مگر یہ تو قرآن کریم میں ہے کہ قیامت تک ایسی کچھ ایسی رنجیدگیاں تھیں جن کا بیان و نزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا میں ہے اور وہ اسوقت دور ہوئیں -

جناب مخدوم غور کرو کہ صحبتیں موثر بھی ہوتی ہیں اور بعض کے لئے بے اثر بھی اگر آپ احادیث صحیحہ کی طرف توجہ کریں تو آپ کو صحیحین میں سے ایک حدیث پر توجہ دلاتا ہوں - **یجی یوم القیامۃ نبی ولیس معہ رجل** - قیامت میں ایک نبی تشریف لائیں گے اور اُنکے ساتھ کوئی بھی نہ ہوگا - غور کرو اس نبی صاحب کے ساتھ ایک بھی ایمان نہ لایا - اگر نیچریوں کی طرح احادیث کی وقعت نہیں تو غور کرو حضرت نوح علیہ السلام کے وعظ کی مدت ساڑھے نوسو برس ہے اور اسپر **ما آمن معہ الا قلیل** - کیا معنے کہ حضرت نوح علیہ السلام پر بجز قلیل آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا - یہ ہے تاثیر صحبت کا بیان -

پس میں باایں نصوص صریحہ کیونکر تسلیم کروں کہ فلاں ولی نے ایک نظر سے یوں اپنے تمام پاس والوں کو غوث قطب بنا دیا مجھے باوجود غور تامل تطبیق بین القرآن و بین دعاوی یعنے قرآن اور تیرے دعوے میں مطابقت محال نظر آتی ہے - معلوم نہیں ہوتا کہ آپ کو کن صوفیا کے حالات پڑھنے کا اتفاق ہوا کہ اسقدر آپ غیظ و غضب میں آگئے اور ہمارے تمام تعلقات پر پانی پھیر دیا اور ایسا خطرناک خط لکھا کہ جس سے تمام منہاج نبوت اور تمام کلام الہی کا بطلان ہوتا ہے - **نعوذ باللہ من ذلۃ عالم و کبوۃ زاہد استغفر اللہ العظیم و اطلب منہ الہدایۃ و ثبات و حسن الخاتمہ** - ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں عالم کے پھسلنے اور زاہد کے اوندھا گرنے سے ہم دو

اللہ تعالےٰ سے حفاظت طلب کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی مرضیات پر ثابت قدم رکھکر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔

جناب الاشک جیسے آپ لکھتے ہیں کا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ ولاشک ان الاسلام برکۃ ورحمۃ و ھدی وان الدین عند اللہ الاسلام۔ دین میں اکراہ اور جبر نہیں حق اور بطلان کھلا ہے اور ضرور اسلام برکت اور رحمت اور ہدایت ہے اور دین صرف اسلام ہی ہے۔ مگر میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہ شعر کہ

بکر دند در دست من اختیار

جو آپ نے لکھا ہے بالکل غلط ہے اور علی عمومہ وہ جبریہ کا شعبہ ہے اور کسی ایسے نادان کا کلام ہے جسے کتاب اللہ اور سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہیں۔ ولا اثارۃ علیہ من العلوم الحقۃ وعلوم الانبیاء۔ والحمد للہ رب العالمین۔ ومسئالۃ التقدیر مسئلۃ لایسلم احد الا بتسلیم ولا نومن احد الا باعتقادہ۔ اور اسپر ایسے علمی نشان نہیں جنمیں حق ہوتا ہے یا انبیاء کے علوم ہوں۔ ہاں تقدیر کا مسئلہ ایسا ہے کہ مسلمان بدون اس کی تسلیم کے مسلمان نہیں ہوتا اور مومن بدون اعتقاد تقدیر مومن نہیں بنتا۔ القدریۃ والجبریۃ اضلوا کثیرا من الناس وجعلوا ما ھو سلم الکمالات والترقیات والسرور والراحۃ باعث الھلاک و الھوی والالم والحزن فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللھم اجرنا فی مصیبتنا لاکن یاد رکھو کہ قدریہ اور جبریہ نے بہت آدمیوں کو گمراہ کر دیا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ تقدیر کا مسئلہ جس کا ماننا تمام کمالات اور ترقیات کی سیڑھی ہے اور ہر ایک قسم کے آرام اور راحت کا موجب تھا اسے ان لوگوں نے ہلاکت اور ذلت اور دکھوں کا موجب قرار دیا ہے افسوس اور انا للہ اس مصیبت پر۔

اگر آپ کے دل پر ایک مہینے میں ایک ذرہ کے برابر پاک صحبت کا اثر نہیں ہوا۔ تو آپ کثرۃ استغفار۔ کثرۃ دعا۔ کثرۃ تضرع سے کام لیں اور جناب الٰہی کے حضور گریہ و زاری کریں۔ یہ تو بڑا حجاب قلب نظر آتا ہے۔ اور اس موقع پر پھر آپ کتب تصوف کا ذکر کرتے ہیں جناب خود قرآن موجود ہے اور اس کا اثر بظاہر حالات اہل اسلام مفقود ہے۔ وہ کونسی کتاب تصوف کی ہے اور کون صوفی ہے جس کا اثر قرآن کریم سے زیادہ آپ کو نظر آگیا۔

ایک ہی ملاقات میں عبد اللہ بن ابی اور بہت سے منافق کیوں مدارج کو نہ پہونچے اور انک لاتہدی من احببت کو آپ کیوں بیکار یقین کرتے ہیں۔ اگر دفعۃً ایک برقی طاقت اولیاء میں ہوتی ہے جو ساری ہوتی ہے تو کیا وجہ انکے مرید اکثر محروم نظر آتے ہیں۔ آپنے غالباً تاریخ کی کتابیں نہیں پڑھیں۔

خود سعدی علیہ الرحمہ کا پنجم باب گلستان اور سوم بوستان کا گواہی دیتا ہے کہ وہ اسوقت تک پورے کندن نہوے والا اسکے شعر کا دوسرا مصرعہ تحصیل حاصل تھا جسکو آپ نے لکھا ہے۔ جو کچھ آپ نے صحابہ کی نسبت فرمایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صرف عادت کے طور پر فرمایا ہے اور اگر آپ کے دلائل سے کام لیا جائے تو معاملہ خطرناک ہے۔ دو آدمی تو مرزا کی صحبت سے متاثر آپ کو بھی نظر آگئے اور دو ہی آدمی موسیٰ علیہ السلام کی صحبت سے مستفید نظر آتے ہیں۔ قال رجلان من الذین یخافون کو پڑھو۔ بلکہ اگر اسباب النزول کی روایتیں آپکے نزدیک صحیح ہیں تو لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کی شان نزول پڑھو۔ پھر تمھیں معلوم ہوگا کہ ابوبکر و عمر جیسے لوگوں میں بھی تنازع ہوجاتے تھے علیہم الرضوان۔ قرآن کریم میں ایک آیت ہے ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا۔ اسپر غور کرو اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عین ترجمہ میں مجھے کسی نے اب تک جیسے آپنے لکھا ہے کافر دجال۔ ملعون نہیں کہا واشھد باللہ تعالےٰ وانہ لقسم لو تعلم عظیم۔ فاشھد باللہ تعالےٰ ما قال لی احد فی ترجمۃ انک کافر دجال ملعون فالمخبر عندک کاذبا قطعاً پر آپنے جو عمارت کھڑی کی ہے وہ خشت اول چوں نہد معمار کج کا معاملہ ہے۔

سجادہ نشینوں کی متابعت کا آپ ذکر فرماتے ہیں انسے بڑھکر انگریز دیکھو کسطرح اپنے تاج کے تابع ہیں اور بت پرست اپنی منتوں کی۔ پس یہ دلیل آپ کی تو اسلام کو سلام کہلاتی ہے۔ آپ نے آخر یہ بھی فرمایا ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے رحم سے ہدایت کے لئے مجدد آتے ہیں الخ۔

میرا یقین ہے کہ آپ نے مجددوں کے حالات نہیں پڑھے ازراہ کرم کم سے کم تیرہ مجددین گذشتہ کے حالات مجھے ارقام فرمادیں اور مختصراً لکھیں کہ کس قدر انکی کامیابی انکے زمانہ میں ہوئی۔ پھر رحمت الٰہیہ کا مسئلہ اسپر غور کرکے دیکھیں گے کہ کس طرح صادق آتا ہے۔

پھر آپ پیشگوئیوں کی تحقیر کرتے ہوئے لکھتے ہو کہ مخالفین اسلام کے سامنے کوئی پیشگوئی بطور حجت بینہ اور برکت اسلام ظاہر کرنے والے مرزا سے ظاہر نہیں ہوئی (مرزا کی پیشگوئی پر گفتگو ہے) جناب غور کرو قرآن کریم اور خود رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ امر پیشگوئی کا ایسے طور پر ظہور پذیر نہیں ہوا کہ مخالف قطعاً ساکت ہوگیا ہو۔ ہر ایک معجزہ کرامت کے ساتھ سحر ہونے کا اعتراض لگا ہوا ہے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام نے جب ساحروں کو ساکت کر دکھایا تو فرعون نے کہدیا ان ھذا لکبیرکم الذی علمکم السحر۔ یہ تمھارا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا۔ اب بتائیے حجت بینہ کہاں گئی۔ کیا سچا قول ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ کیا معنے کہ اگر ایسے احتمالات سے کام لیا جائے تو استدلال کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے میں نے آپ کے خط کو بہت غور سے پڑھا ہے اور اللہ گواہ ہے کہ بہت غور سے پڑھا ہے۔ مگر مجھے کامل یقین ہے کہ آپ کے کسی اعمال بد کا نتیجہ تھا جسپر میں نے بالائی آتیں جو خط کا عنوان ہیں بطور وعظ لکھی ہیں۔ فالحذر! فالحذر!! فالحذر!!! من مکائد الشیطان۔ فاستعذ باللہ و اکثر من فاتحۃ الکتاب وتب الی اللہ الکریم۔ بہت خوف کرو ہوشیار ہو جاؤ

یہ شیطان کی تدابیر جنگ ہیں - اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگو اور فاتحۃ الکتاب بہت پڑھو - جناب! مومن ایسا اعتراض کرے کہ جسکی نظر اسمار صفات الٰہیہ و حالات انبیاء پر نہ پڑے اور فلسفی کو ضرور ہے کہ ایسا اعتراض نہ کرے کہ قانون قدرت اس کا مبطل ہو پھر میں آپ کو اور آپکے بھائی صاحب کو بسبب تعلقات سابقہ عرض کرتا ہوں کہ آپ صلحا کی صحبت کو اختیار کریں - اور پھر کہتا ہوں - قال اللہ تعالیٰ وکونوا مع الصادقین - اور صادقوں کے ساتھ رہو - آپ دو نو صاحب یہاں تشریف لائیں آمد و رفت کا خرچ میں دونگا - وھذا من حسن الاخلاق انشاء اللہ تعالےٰ پھر آپ کو یہ بھی ظاہر ہو جاوے گا کہ تمام دنیا میں اگر کوئی عمدہ مجلس مل سکتی ہے تو وہ مجلس صرف اسوقت قادیاں میں مل سکتی ہے اور بس - اور یہ بھی آپ کو ثابت ہوگا کہ جو اخبار اشرار نے آپ کو پہونچائی ہیں وہ کیسے افترا پر مبنی تھیں - نیز پہلے خط کا جواب بھی ہوگا - نیز آپ کو منہاج النبوۃ اور منہاج الولایۃ کا تفرقہ بتا دیں گے - قرآن کریم سنا دیں گے - وھذا کا نعمۃ و فضل و رحمۃ ولعلک لاتجد مثلی لک ناصحا و شفیقا انشاء اللہ لا لنفسک ولا لاخیک انشاء اللہ تعالےٰ ثم السلام علیکم وعلی والدک وعلی اخیک - ۱۹- جون ۹۹ء

جناب من یاد رکھو اور پھر یاد رکھو کہ کاذب اور مفتری کے لئے اس کا کذب اور اس کا افترا ہی اس بدکار کے لئے کافی مہلک ہے - میرزا بیس سال سے الہام کا دعوی کرتا ہے کیا اسقدر مدۃ تک ایک مفتری کو مہلت ملسکتی ہے - مرزا کی دشمنی میں عوام - اسکی برادری - مولوی - سجادہ نشین - امرا - آریہ - بت پرست - برہمو - مسیحی پادری - ہمہ تن مصروف ہیں - بلکہ ہم پوری توجہ سے کام لیں تو نیچری کا نیچیئت بھی اسی پر قہقہہ اڑا رہے ہیں - پھر ایسے مشکلات میں وہ کامیاب ہو رہا ہے اور صرف آپ کو کہتا ہوں کہ حضرت نوح علیہ السلام سے بہت زیادہ حضرت مسیح علیہ السلام سے بہت زیادہ اس کے جان نثار موجود ہیں اور وہ روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور لوگ دیکھ لینگے کہ ہم جیتینگے اور انشاءاللہ ضرور جیتینگے - مگر افسوس انہر جو بعد فتح مندی ہمارا ساتھ دیں گے - آجکل بعض ملہم لوگ بھی مرزا صاحب کے بہت مخالف بنکر اٹھے ہیں اور یہ نظارہ قدرت کی عجائبات سے ہو کر لوگوں کو حق و باطل کا تفرقہ دکھا دیگا - مجھے کامل یقین ہے کہ مرزا منجانب اللہ ہے اور اس صدی کا مجدد اور مہدی اور عیسی بن مریم ہے - آہ بعض لوگ بیج کو دیکھکر اس تنکے درخت کو نہیں دیکھ سکتے - لیکن جب دیکھتے ہیں کہ بیج بویا گیا اور اسکی لو نکلی تو پھر بھی کہتے ہیں کہ افسوس وہ بیج جاتا رہا اور اس کا پھل نہیں نکلا بلکہ اس کے بدلہ میں صرف ایک پتہ نکلا جس کے ساتھ آج بیج نہیں - حالانکہ مرد آخر بیں مبارک بندہ ایست - آپ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور انکی طرز تعلیم اور انکی کامیابی کی راہوں کو دیکھو - اور بکواسوں (کہ فلاں صوفی کافی والے نے یہ لکھا ہے) کی طرف مت جاؤ والسلام -

"اپنے دوستوں کے نام خطوط"

میرا پہلا خط

"مراد ما نصیحت بود کر دیم"

ہمارے محترم مخدوم جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کاتب خطوط حضرت اقدس سلمہ ربہ نے مندرجہ ذیل خط بغرض اندراج بھیجکر ہمیں مشکور فرمایا ہے - مولانا صاحب نے ارادہ کیا ہے کہ وقتاً فوقتاً اس قسم کے خطوط اپنے دوستوں کے نام الحکم کے ذریعہ لکھا کریں گے - اللہ تعالےٰ اس دینی خدمت میں انکی روح القدس سے مدد فرما دے آمین - ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے بیدار کرنے والے خطوط کا سلسلہ انشاء اللہ ایک اعلےٰ درجہ کے وعظ کا کام دیگا - اور خوابیدہ اور سست قوم کو اٹھا کر ہوشیار کرنے کے لئے ایک عمدہ ذریعہ ہوگا - ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس قسم کے خطوط ہفتہ وار شایع ہوں گے یا پندرہ روزہ - بہرحال اسقدر کہے دیتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً ایسے خطوط شایع ہوتے رہیں گے ان خطوط کو پڑھکر اگر ایک شخص بھی عزم بالجزم کر کے اسپر عمل کرنے کے لئے طیار ہو جائے اور کر کے دکھا دے تو ہم سمجھیں گے کہ مولانا صاحب موصوف کی اور ہماری مراد برآئی - اللہ تعالےٰ ہمکو بھی پاک نمونہ بننے کی توفیق دے - ایڈیٹر

وہ خط یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم - نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

ملہمات لکھوں کلمات طیبات لکھوں لطف صحبت کا نقشہ کھینچوں - کیا لکھوں اور کیا چھوڑوں ادھر ضعف بصارت اور ضعف دل ہاتھ روک روک لیتے ہیں کہ بس آنکھ میچ کر لیٹے رہو - المرء یقیس علی نفسہ - میں اپنی جان میں جھانک ڈالکر دیکھتا ہوں تو ہیروں کے چھپنے کیطرح زخم ہی زخم نظر آتے ہیں - جاگتا ہوں تو حزن میں سوتا ہوں تو دردناک منظر آنکھ کے سامنے آکھڑے ہوتے ہیں باایں وصف مسیح کی صحبت میں مسیح کی گفتگو میں غرض اسکی ہر ادا میں ایسا لطف پاتا ہوں اور پھر ایسی قوت اپنے اندر محسوس کرتا ہوں اور آنی طور پر ایسا خوش و خرم ہو جاتا ہوں کہ گویا دنیا بھر کی سلطنت کا میں ہی مالک ہوں - اس ہی قیاس کرنے کی گنجائش پاتا ہوں کہ میرے بعض احباب یا اکثر احباب جو فطرتاً راست باز قوی دل اور صاحب قوت فیصلہ ہیں اگر آج انھیں یہ موقع نصیب ہو جو مجھے ہے تو خدا جانے کیا سے کیا ہو جائیں - آجکل خدا کا فضل کس قدر ہمارے امام علیہ السلام پر ہے اور اپنی کامیابی کی کس وثوق و کامل یقین سے باتیں کرتے ہیں کہ وہی خدا کو دکھا دینے اور اسپر پرجوش ایمان لانے کے لئے کافی ذریعہ بن سکتی ہیں - آجکل ایک شخص مقابل میں آکر کھڑا ہو گیا ہے اُسے ایک ہفتہ ہوا حضرت اقدس نے ایک خط لکھا ہے جس میں صداقت اور راستی کی روح ہے اور جو صدق و حق کے طالبوں کے لئے آب حیات ہے اسمیں شخص مذکور سے یہ بھی چاہا ہے کہ وہ اپنے کچھ الہامات حضرت کو بھیج دے کہ ایک بیّن فیصلہ ہو جائے - اگر خط مع حاشیہ کے جلد شایع ہونے والا نہ ہوتا تو میں آپ کو ایک نقل اسکی

دیتا- میرے پاس نقل موجود ہے اور بڑا ہی پر لطف خط ہے- اس میں حضرت اقدس نے اپنے مدارج ومنازل کا تذکرہ بھی کیا ہے کہ میں کون ہوں اور پھر اپنے متوسلین خدام کی نسبت لکھا ہے کہ عند اللہ انکے کیا مراتب ہیں اس لیے کہ انھوں نے خدا کو آنکھوں سے دیکھا ور اسکے بڑے بڑے آیات مشاہدہ کئے- لیکن افسوس کہ فریق مقابل پر اس خط کا الٹا اثر پڑا- ہر قسم کے سابق حسن ظن اور حقوق مودت ترک کئے گئے- یہ دنگل مولوی دنگل سے نرالا ہے اور چونکہ اس کا اثر بہت برا اور خوفناک ہے اور اس سے نفس اسلام اور اس کے شعائر وحی والہام پر کچھ لوگوں کو حرف زنی اور استہزا کا موقع ملتا ہے اس لئے غیور خدا اس کا فیصلہ بھی جلد کرے گا- کیونکہ جیسے آسمان وزمین میں دو خداؤں کا ہونا موجب فساد کا ہے زمین میں بھی دو متضاد اقوال و افعال کے خلیفہ اللہ ایک ہی وقت میں تباہی کا باعث ہوتے ہیں- ایک مسیح موعود اور دوسرا اس کا مکذب ملہم دو ایک ہی وقت میں اکٹھے نہیں ہو سکتے- اگرچہ مسیح موعود کا دعوی کرنے والے کی زبردست بست سالہ کارروائی نصرت اسلام ومسلمانان کے بارہ میں اسے اس منصب ودعوے کا استحقاق دلا رہی ہے اور زمانہ اور وقت پکار پکار کر اسکی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں مگر عام دنیا جو سرسری اور سطحی نگاہ رکھتی ہے بہت نزدیک ہے کہ اس التباس سے مغالطہ کھا جائے- اس بنا پر صادق مرسل اللہ نے اس ٹھوکر کے پتھر کے دور کرنے کی طرف پوری توجہ کرنی چاہی ہے- کل باتوں باتوں میں فرمایا کہ یقیناً یاد رکھو کہ خدا اپنے بندہ کو کبھی ضایع نہیں کرے گا اور ہرگز نہیں اٹھائے گا جب تک اس کے ہاتھ سے وہ باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کیلئے وہ آیا ہے- اسے کسی کی خصومت اور کسی کی بددعا کوئی ضرر نہیں پہونچا سکتی- اسکی تحریک یوں ہوئی کہ کسی نے کہا کہ اب مخالف ملہم صاحب کہتے ہیں کہ اس سلسلہ کی تباہی اب قریب ہے- کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا- پھر بڑے درد دل سے فرمایا کہ کل بہت دفعہ خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ تم لوگ متقی بنجاؤ اور تقوی

کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمھارے ساتھ ہوگا- فرمایا اس سے میرے دل میں بڑا درد پیدا ہوتا ہے کہ میں کیا کروں کہ ہماری جماعت سچی تقوی وطہارت اختیار کرلے- پھر فرمایا کہ میں اتنی دعا کرتا ہوں کہ دعا کرتے کرتے ضعف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بعض اوقات غشی اور ہلاکت تک نوبت پہونچ جاتی ہے- فرمایا جب تک کوئی جماعت خدا کی نگاہ میں متقی نہ بنجائے خدا کی نصرت اس کے شامل حال ہو نہیں سکتی- فرمایا تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت وانجیل کی تعلیمات کا- قرآن کریم نے ایک ہی لفظ میں خدا تعالے کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے- فرمایا میں اس فکر میں بھی ہوں کہ اپنی جماعت میں سے سچے متقیوں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والوں اور منقطعین الی اللہ کو الگ کردوں اور بعض دینی کام انھیں سپرد کردوں اور پھر میں دنیا کے ہم و غم میں مبتلا رہنے والوں اور رات دن مردار دنیا ہی کی طلب میں جان کھپانے والوں کی کچھ بھی پرواہ نکروں گا سو بھائیو! جہاں ہو سنو اور کان کھولکر سنو کہ خدا تعالے نے ضرور ارادہ کیا ہے کہ وہ ایک جماعت کو تیار کرے جو مومن باللہ آمر بالمعروف ناہی عن المنکر ہوں- اس نے اپنے بندہ مسیح موعود کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور وہ عین وقت پر آیا ہے- خدا نے اسے روح ہی ایسی دی ہے کہ وہ بے جماعت کے تورنے کا نہیں- اسکے ساتھ ملائکہ اتری ہیں جو اقطار و اکناف میں مستعد دلوں میں تحریک کر رہے ہیں مگر اگر ہم خشک لکڑی کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے گئے تو اس سے زیادہ خسران حال و مآل کیا ہوگا- مجھے ڈر لگتا ہے کہ پیچھے آنے والے پہلے نہو جائیں سچی تقویٰ اختیار کرو- تمہارے اعضاء و جوارح گواہی دے اٹھیں کہ تم مسلم ہو- تمھارے ارد گرد آگے پیچھے ایک نور ہو جسے غیر قومیں دیکھکر پکار اٹھیں کہ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء- چونکہ تم تازہ آیات اللہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور خدائے تعالے کی ہستی پر تمھیں از سر نو زندہ ایمان حاصل ہوا ہے اور تمنے ابھی ابھی خدا کے وہ وہ تصرفات اور علم و

قدرت کے ثبوت دیکھے ہیں جو اغیار کو ہرگز میسر نہیں ہوئے اور تمہارا ایمان زندہ ایمان اور دوسروں کا مردہ اور بوسیدہ ہے اس لیے چاہیے کہ تمہاری رفتار و گفتار اور ہر قسم کے معاملات میں اس ایمان کی جھلک پائی جائے- تم اپنے گھروں میں دفتروں میں بازاروں میں اپنے محلوں میں غرض ہر وضع اور ہر موقع میں ممتاز اور متقی مسلمان نظر آؤ- متقی بنو متقی بنو- نہ ہو کہ تمہاری پنہانی شرارتیں اور دل کی کپٹیں مرسل اللہ کی کامیابی کی راہ میں ایک وقت کے لئے روک بنجائیں-

رات کس درد سے حضرت امام فرماتے ہیں آہ اب تو خدا کے سوا کوئی بھی ہمارا نہیں- اپنے پرائے سب ہی اسپر تلے ہوئے ہیں کہ ہمیں ذلیل کردیں رات دن ہماری نسبت مصایب اور گردشوں کے انتظار میں بیٹھے ہیں- اب اگر خدا تعالے ہماری مدد نہ کرے تو ہمارا ٹھکانا کہاں ؟-

سو بھائیو سوچو اور خوب سوچو کہ زمین تو تمہیں رد کر چکی ہے اور ہر طرف سے زہردار سانپ اور بچھو اور چیتے اور بھیڑیئے تمپر چھوڑ رکھے ہیں- اگر تم آسمان کی نظروں سے بھی گر گئے تو پھر تمہارا کہاں مامن اور ماوا ہے- تم نے دجال- کذاب- اور نصاری سے بدتر اور اس سے بھی برے برے نام دھرائے- وہ جو کوئی دینی عزت نہیں رکھتے اور حرام کاری اور حرام خواری اور ارتکاب سیئات پر سیاہ دل دلیر ہیں وہ بھی تمھیں بری نگاہوں سے دیکھتے ہیں پھر سوچو کہ یہ مصیبت تم نے کیوں گلے ڈالی ہے صرف اس لئے کہ ایک نیا پنتھ بنجاؤ اور یوں نام پیدا کر لو ؟ اس غافل بادشاہ کی طرح نہ بنو کہ باہر خونخوار دشمن قلعہ میں نقب لگا رہا ہے اور وہ آن کی آن میں قلعہ میں گھسکر سب کو حوالہ تیغ بیدریغ کرنے والا ہے اور وہ اپنے مصاحبوں کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا ہے- ایسا خیال مت کرو کہ یوں ہی دن گذرتے چلے جائیں گے- دشمن اپنی جگہ استہزاء کرتے رہیں گے اور تم اپنی جگہ ان کی نسبت

کچھ کہہ لوگے اور کوئی بیّن فیصلہ نہ ہو گا پھر تو معاذ اللہ مسیح موعود کا آنا تمنے اپنے اقوال وافعال سے عبث ٹھہرا دیا۔ نہیں۔ فیصلہ ہو گا۔ ایک پاک ہادی متقی جماعت ضرور کھڑی کیجائے گی۔ خدا کو کسی قوم و جماعت سے کوئی خاص جسمانی رشتہ نہیں۔ ہمارے پہلے نمونوں اور مقتداؤں کو بار بار یہی سنایا گیا تھا ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اب ہمیں بھی کئی مرتبے یہی سنایا جا رہا ہے۔ اگر کوئی تم میں پاک تبدیلی اختیار کرنا نہیں چاہتا تو کیوں عاجلہ شغفتوں کو بھی ترک کرتا اور خواہ مخواہ نکو بنتا ہے۔ بہتر ہے جسقدر جلد ممکن ہو سکے اس نام و ننگ کی پروا نہ کرنے والی بدنام جماعت کو چھوڑ دے۔

تقویٰ یہی ہے کہ تمام قویٰ ظاہری و باطنی پر خدا کی حکومت ہو۔ اتباع سنت کا نور ان سے درخشاں ہو۔ جس جگہ اور جس شہر میں تم ہو شہدا علی الناس ہو جاؤ اور غیر بھی تمہاری نسبت گواہی دیں کہ ان کے معاملات سراسر صدق و حق ہیں۔ وحدت وحدت قومی کی روح تم میں نفخ ہو جائے۔ اپنے چھوٹے سے چھوٹے بھائی کو بھی تحقیر سے یاد نہ کرو وہ جس نے اپنے پرائیویٹ زمانہ میں خدا کے مسیح کو پہچان لیا وہ چھوٹا نہیں وہ خدا کی نگاہ میں بہت بڑا ہے۔ تمہاری مجلسوں میں فضول اور لغو نہ ہو۔ ضروری کاموں سے فارغ ہو کر اشغال دینی میں مصروف ہو جاؤ۔ ہر شہر میں جتنے ہو ہفتہ میں ایک دفعہ یا جتنی دفعہ بن پڑے ایک جگہ اکٹھے ہوا کرو۔ اور چاہیے کہ ایک شخص تم میں اوّل قرآن کریم کا ایک حصہ سنائے اور پھر اتباع سنت کا علم حاصل کرنے کے لئے کوئی حدیث کی کتاب بھی پڑھو اور پھر حضرت امام صادق مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف پڑھو۔ نمازوں کو درست کرو۔ وقت پر پڑھو اور سنوار کر پڑھو اور چاہیے کہ تمہاری نمازیں تمہارے درد دل کی اپیل اور استغاثہ ہوا کریں۔ رکوع میں سجود میں قیام بعد الرکوع میں جلسہ بین السجدتین میں اور آخری تشہد میں ان سب مواضع میں بعد اذکار مسنونہ کے اپنی زبان حال میں گڑ گڑا گڑگڑا کر دعائیں مانگا کرو اور ایسا ہو کہ جب مثلاً تم صبح کی نماز میں کھڑے ہو تو گدازش و رقت سے اتنی دعائیں کرو: کہ گویا تمھیں اب یہی موقع ملا ہے اور پھر خدا جانے موقع ہاتھ آئے نہ آئے اور پورے وثوق و یقین سے خدا کے آگے عرض حال کرو کہ وہ ہر ایک مخلص گداختہ کی سنتا ہے۔ بہت لوگ شکایت کرتے ہیں کہ نمازوں میں حضور وخشوع میسر نہیں آتا اور وسوسوں سے جان گھبرا جاتی ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ نماز کو انھوں نے دعاؤں اور عرض حال کا ذریعہ اور آلہ نہیں بنایا سورہ فاتحہ کی ہر آیت کو اپنے ہر قسم کے معہود دردوں اور دکھوں اور پیش نظر ضرورتوں اور احتیاجوں کی اپیل اور عرض حال بنالو سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلی کہتے ہوئے دل میں یقین کرو کہ خدا تعالے کی صفت ربوبیت کی بے ادبی ہو گی اگر تم تصور کرو گے کہ تمہاری دعا کہاں سُنی جائے گی اور تمہارے ایسے بخت کہاں کہ تمھیں بھی شرف قبول عطا ہو۔ ربوبیت الہی کے اس پست خیال اور سوء ظن سے تسبیح اور تنزیہ لازم ہے۔ غرض ہر ہیئت اور ہر رکن کے حزب اور وظیفہ کے معانی میں غور کرتے جاؤ تو نماز تمھیں ایک غذا اور نشاط روح اور زندگی کی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت معلوم ہو گی۔

دعائیں اور احتیاجیں اتنی پیش ہونگی کہ وقت نہیں مل سکے گا اور روح اپیل کے لئے دوسری پیشی یعنے دوسری نماز کا بڑے شوق سے انتظار کرے گی۔ اور یوں سارا دن نمازمیں ہی رہوگے اور یوں ہو گا کہ تم اپنے دوسرے بھائیوں سے حیران ہو کر کہوگے کہ وسوسے اور خطرات کہاں چلے گئے اور تم تعجب سے چاہوگے کہ بے خشوع کے نماز بھی کبھی تمھیں میسر ہو کہ اس میں بھی بے قراری اور جان کنی اور محشر کا ایک لطف ہوتا ہے میرے دوستو یہ سلسلہ عالیہ خدا کی نگاہ میں بڑا ہی عظیم ہے۔ خدا نے سب پہلے سلسلوں کو منسوخ کرکے اور مُغیں انسانی اصلاح کی قابل نہ دیکھکر رد کر دیا ہے اور اب یہ سلسلہ آدم خلیفۃ اللہ نیا دنیا میں قائم ہوا ہے اوروں کی انتہا اسکی ابتدا ہے۔ اُسی وظیفہ پر مداومت کرو اور صبر اور حسن ظن سے عمل کئے جاؤ تو بہت جلد انشاء اللہ والذین ھم فی صلواتہم خاشعون میں شامل ہو جاؤ گے۔

لیکن ایسا نہ ہو کہ ہر ایک تم میں سے اپنے لئے طریق عمل جداگانہ نکال لے۔ اس نقص کی تلافی کے لئے بلوغ المرام۔ ریاض الصالحین۔ سفر السعادۃ ضرور پڑھو کہ ان سے ضروری دینی مسائل معلوم ہو جائیں گے۔ آخری اور سب سے بہتر بات یہی ہے کہ تقوی اختیار کرو اور خدا کے بندے بنجاؤ۔

۱۹۔ مئی ۱۸۹۹ء کو حضرت اقدس کو یہ الہام ہوا تھا انا نعلم الامر و انا عالمون۔ سیبدی الامر و نَنْسِفَنَّ نَسْفًا۔ اور ایک خواب ۱۷۔ جون ۱۸۹۹ء کو آیا اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کیا دیکھتے ہیں کہ آگ اور دھواں ہے اور چنگاریاں اڑ کر آپ کی طرف آتی ہیں مگر ضرر نہیں دیتیں۔ اس حال میں آپ یہ پڑھ رہے ہیں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث ان ربی رب السموات والارض۔ اس الہام اور رویا سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی شخص حضرت پر جھوٹا الزام لگائے اور آپ کو ضرر دینا چاہے مگر اللہ تعالےٰ معمولاً اپنی نصرت کرے گا اور اپنے بندہ کو حسب وعدہ شر اعدا سے محفوظ رکھے گا۔ میں نے یہ باتیں قبل از وقت اس لئے لکھدیں کہ وقت پر ہماری جماعت کا ایمان بڑھ جائے مگر بھائیوں کو چاہیے کہ توبہ و انابت میں مشغول رہیں اور خدا سے ہر نماز میں دعا مانگا کریں اللہم اید الاسلام والمسلمین بالامام العادل اور ربنا و آتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد بہت پڑھا کریں اور ما وعدتنا علی رسلک پڑھتے ہوئے ذہن میں وہ وعدہ بھی ٹھہرالیں جو اب تازہ تازہ خدا نے اپنے مرسل مسیح موعود کی زبانی کئے ہیں۔

والسلام

عاجز عبد الکریم سیالکوٹی۔ ۲۳ - جون ۹۹ء

انوار احمدیہ پریس واقع قادیان میں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر کے اہتمام سی چھپکر شایع ہوا۔